بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

امریکی جارحیت کے نئے ہدف ایران اور شام

امریکی استعمار اپنے منصوبے پر بڑی کامیابی کے ساتھ عمل پیرا ہے اور عالم اسلام کے ایک ایک طاقتور ملک کو آنے بہانے سے تنہا کر کے ہڑپ کر رہا ہے۔ مگر عالم اسلام کی بیوقوف قیادت یہ سب کچھ دیکھ کر ٹس سے مس نہیں ہورہی۔ حالانکہ یہ ممالک بھی اس استعمار کی زد میں بالآخر آنے والے ہیں۔ لیکن دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان غالباً ان کے ہاں نہیں ہیں۔ دوسری جانب ظاہری حالات بھی بظاہر امریکہ کے حق میں بہتر ہیں اور قدرت نے بھی اسے مسلمانوں کی آزمائش کی خاطر ڈھیل دے رکھی ہے۔ عراق پر قبضے کے بعد اس نے وہاں اپنے مرضی کے الیکشن کرا لئے ہیں اور کچھ نہ کچھ ''جمہوریت'' کے نام پر اس نے لیپہ پوتی کر لی ہے اب یہ دنیا کو باور کرا رہا ہے کہ جلد ہی عراق میں مکمل ''استحکام'' اور ''امن'' قائم ہو جائے گا۔ دلیل کے طور پر یہ افغانستان کی مثال پیش کر رہا ہے کہ جیسے وہاں الیکشن کے بعد نظام حکومت چل پڑا ہے اسی طرح عراق بھی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ''صراط مستقیم'' پر آجائے گا۔ عراق اور افغانستان کے بعد امریکی صدر بش الیکشن میں نئی کامیابی کے بعد اب نئی توانائیوں کے ساتھ ایران اور شام کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ دورِ حکومت میں اس نے ان ممالک کو برائیوں کی جڑ قرار دیا تھا۔ اب اس کی نئی جنگی حکمت عملی ان ممالک کی طرف مرکوز ہوگئی ہے۔ تاکہ ان جڑوں کو جلد سے جلد اکھیڑا جائے۔ اب امریکہ جلد یا بدیر ایرانی ایٹمی صلاحیت اور اس کے نظام حکومت کی تبدیلی کے لئے بے چین نظر آرہا ہے' میڈیا کے ذریعے ایران کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا ہے اور سفارتی محاذ پر بھی اسے تنہا کرنے کی پوری کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان مراحل کے بعد اب اگلا مرحلہ ایران کے ایٹمی پروگرام پر براہ راست حملے کا رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیل نے تو مکمل تیاری کر لی ہے اب امریکہ واسرائیل مل کر ایران کے خلاف لڑیں گے۔ اس کے علاوہ پاکستان پر بھی دباؤ بڑھ گیا ہے کہ وہ حسب سابق اپنی خدمات امریکہ کے حوالے کرے کہ جس طرح ماضی قریب میں اس نے پڑوسی ملک افغانستان کی تباہی میں حصہ لیا تھا بالکل اسی طرح پاکستان ایران پر حملے کے لئے اپنی سرزمین اور وسائل فراہم کرے۔ پاکستان نے بھی اپنی خوئے غلامی سے مجبور ہو کر دھیرے دھیرے اپنی پالیسی میں تبدیلی کے اشارے دینا شروع کر دیئے ہیں دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ ہم تو کرائے کے فوجی ہیں ''آقا'' کے حکم پر اپنی گردن بھی کاٹ سکتے ہیں۔ اسی طرح قرینِ قیاس یہی ہے کہ پڑوسی ملک ایران پر حملے کے لئے پاکستان ایک بار پھر فرنٹ لائن کا کردار ادا کرے گا جو پاکستانی قوم کے لئے ایک شرمناک داغ ہوگا۔ ایران وہی محسن ملک ہے جس نے پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا تھا اور ہمیشہ آڑے وقت میں وہ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیتا رہا ہے۔ یہ پاکستان کی دوسری عظیم سیاسی وعسکری غلطی ہوگی اگر اس نے ایران پر حملے میں

امریکہ کی مدد کی۔اسکے برخلاف یورپ کے کئی ممالک نے کھل کر ایران پر متوقع حملے کی بھرپور مخالفت شروع کردی ہے اور وہ اس مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔اگرچہ موجودہ عالمی تناظر میں یہ مشکل ہے کیونکہ امریکہ اپنی واحد طاقت کی بناء پر تمام دنیا اور اقوام متحدہ کے ادارے کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا۔عراق کی مثال سب کے سامنے ہے۔ ایرانی حکومت کو مٹانا صدر بش اور یہود ونصاریٰ کا اہم مشن ہے۔اسی طرح شام کی حکومت بھی سنگین خطرات کی زد میں ہے۔اسکے خلاف بھی امریکی پریس اور وہاں کی طاقتور لابیاں ان دنوں کافی سرگرم ہیں۔اور عراق میں جاری آزادی کی جدوجہد کو تقویت دینے کا مرکز شام ہی کو قرار دیا جارہا ہے اور سابق لبنانی وزیراعظم کے قتل کے تانے بانے بھی شام سے جوڑے جارہے ہیں تاکہ شام کو کسی نہ کسی بہانے سے مکڑی کے جال میں کسا جائے۔دوسری جانب شام کی حکومت بار بار امریکی حکومت کے لئے مختلف قسم کے مثبت اشارے دے رہی ہے اور صلح وتسلیم کی باتیں کی جارہی ہیں لیکن امریکہ وہاں پر بھی تبدیلی کا مکمل تہیہ کرچکا ہے۔دونوں مسلم ممالک شام اور ایران کے لئے یہ جنگ لڑنا بظاہر بہت مشکل ہے۔سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے یہ ممالک تنہا ہیں۔پھر شام کی سرحد پر اسرائیل جیسا اژدہا پہلے ہی سے بیٹھا ہوا ہے۔ باقی عرب ممالک تو امریکی استعمار کے پنجے میں کسے ہوئے ہیں۔اور ویسے بھی ان ممالک کے مراسم شام وایران کے ساتھ تسلی بخش نہیں ہیں۔اور وہاں کی قیادتیں ان ممالک میں تبدیلی کی دیرینہ متمنی ہیں۔دوسری جانب شام کی رعایا بھی اپنے حکمرانوں سے چنداں خوش نہیں۔اور ایک عرصے سے خاندانی حکومت کے ہاتھوں پورا ملک یرغمال بنا ہوا ہے اور تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی ہے اور ہزاروں سیاسی مخالفین کئی دہائیوں سے جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔امریکی حکومت شام کے اندر ان ناراض قوتوں کو بھی اپنے حق میں استعمال کرسکتی ہے۔جیسا کہ اس نے افغانستان میں شمالی اتحاد اور عراق میں کردوں کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کئے۔اسی طرح ایران میں بھی وہاں کے ترقی پسند اور سیکولر ذہن رکھنے والے لوگوں کی عظیم تعداد اب درپردہ ایرانی حکومت کے سخت گیر طرز حکومت سے اکتا گئی ہے۔اور یہ حلقے صدر خاتمی کی صورت میں پہلے ہی سے تبدیلی کے اشارے امریکہ کو دے چکے ہیں۔ان قوتوں کو بھی آئندہ دنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ان ناسازگار حالات میں ان دو ممالک اور خصوصاً عالم اسلام کو اپنے بارے میں ازسرنو جائزہ لینا چاہیے اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کرنا چاہیے ورنہ نہ تو یہ دو ممالک امریکہ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور نہ ہی عالم اسلام اس عالمی استعمار کا مقابلہ کرسکے گا۔اگر اس سیلاب بلا کے سامنے یکجا اور متحد ہوکر حفاظتی بند اور پشتہ نہ باندھا گیا تو مستقبل قریب میں وہی حالات خاکم بدہن پیدا ہوسکتے ہیں جیسا کہ ماضی میں فتنہ تاتار کی یلغار نے پیدا کئے تھے۔اگر عالم اسلام کی قیادت نے ان ممالک کو بھی تنہا چھوڑ کر امریکی استعمار کے سامنے پھینک دیا تو یہ عالم اسلام کی سب سے بڑی اور آخری غلطی ہوگی۔

ع　　تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں